پروفیسر محمد اکرام تائب

دوستو!

یہ نہ پوچھو ہم سے آ کر بات کیا ہے دوستو!
خود ہی سمجھو صورتِ حالات کیا ہے دوستو!

قتل و غارت ، رہزنی ، دھوکا ، بغاوت ، دشمنی
آج کے اس دور کی سوغات کیا ہے دوستو!

ہم سبھی انساں اگر اولادِ آدم ہیں تو پھر
امتیازِ رنگ و نسل و ذات کیا ہے دوستو!

یہ برہنہ جسم لاشے، محفل رقص و سرود
ہر گلی میں شورشِ نغمات کیا ہے دوستو!

کس طرح حاصل مجھے ہو باریابی کا شرف
میں ہوں اک مفلس مری اوقات، کیا ہے دوستو!

بیٹیوں ، بہنوں کے ہمرہ مل کے فلمیں دیکھنا
یہ تماشا ہر جگہ دن رات ، کیا ہے دوستو !

مر رہے ہیں جھونپڑوں میں بھوک سے تائبؔ غریب
شیش محلوں میں مگر خیرات ،کیا ہے دوستو!

مجید لاہوری مرحوم

خوچہ ہم غم کو کھائے گا

''ریڈیو'' پہ جائے گا خوچہ یہ گانا گائے گا
چل چل ''چنبیلی'' باغ میں کشمش کھلائے گا

محفل میں میرا یار خو آیا نہ آئے گا
آواز میرا یار کا محفل میں جائے گا

ہم جانتا تھا عشق میں یہ دن بھی آئے گا
غم ہم کو کھائے گا خوچہ ہم غم کو کھائے گا

فرقت میں اپنا آنکھ سے آنسو گرائے گا
دل میں چہ آگ لگتا ہے اس کو بجھائے گا

''فٹ پاتھ'' پر خو کس لیے ''جھگی'' بنائے گا
ہم اپنا دل کا ''بنگلہ'' میں تم کو بٹھائے گا

دلبر ہمارا ہم کو ' چہ ملنے کو آئے گا
پیسہ بھی اس کو دے گا ' چلم بھی پلائے گا

ہم کو مجیدؔ بولے گا خان اک غزل سناؤ
ہم اچھا والا اور غزل بھی سنائے گا